از مولانا محمد عبد المعبود صاحب

# ترویجِ شریعت و غلبہ دین کی جدّوجہد

# اور

# حضراتِ صحابہؓ کا صبر و اِستقلال

جس دور میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ورودِ مسعود ہوا اُس وقت کفر و شرک اور پرستشِ غیر اللہ کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں نے فہم و فراست کے چراغ گُل کر رکھے تھے، انسانی ذہن عجائباتِ عالم کی رنگینیوں میں تھے، نگارستانِ عالم کی چمک دمک نے چشمِ بصیرت کو خیرہ کر رکھا تھا، غور و فکر کی جولانیاں محسوسات کی چار دیواری میں بند عقل کی بلند پروازیاں، ادراکِ ماوراء سے ناآشنا اور حریمِ معرفت سے کوسوں دور تھیں، قریشِ مکہ بلکہ پورے عرب پر جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

دفعتہً افقِ مکہ پر برقِ تجلی چمکی، نورِ حق کا اجالا ہوا، ابھی آفتابِ عالمتابِ رسالت کی کرنیں پھوٹی ہی تھیں کہ خیرہ چشموں کی آنکھیں تابِ نظارہ نہ لا سکیں اور ہر چہار جانب سے ظلم و ستم کے خوفناک بادل اُمنڈنے لگے، یوں لگتا تھا کہ نورِ حق کی روح پرور روشنی کو کفر و طغیان کی تاریکیوں میں چھپا دیں گے۔ ایسے پُرخطر حالات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا علم بلند کیا، دعوتِ حق کو مٹانے کے لیے ہر طرف سے مخالفت کے طوفان اٹھنے لگے، مگر سیلِ صداقت برابر بڑھتا گیا، یہاں تک کہ ریگستانِ عرب کو رشکِ گلزار بنا دیا۔

لطافتِ طبع، رقتِ قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا مایۂ ناز جوہر ہے اور اسی کے ذریعہ وہ پند و نصائح، تعلیم و تربیت اور رُشد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے، پھولوں کی پنکھڑیاں نسیمِ صبح کی خاموش حرکت سے بھی ہل جاتی ہیں، لیکن تناور درختوں کو بادِ صرصر بھی نہیں ہلا سکتی، شعاعِ نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پہاڑوں میں فولادی تیر بھی نفوذ نہیں کرتے، بعینہٖ یہی حال انسان کا ہے۔

ایک لطیف الطبع، رقیق القلب اور اثر پذیر آدمی ہر دعوتِ حق کو بآسانی قبول کر لیتا ہے، لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے ـــ صحابۂ کرامؓ جنہیں قدرت نے لطافتِ طبع، رقتِ قلبی اور جبلّی اثر پذیری کے جواہرات سے نوازا تھا، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کیمیا اثر نے انہیں ایسا نکھارا کہ آنِ واحد میں کائنات کی آنکھ کا تارا بنا دیا، آپؐ کی صرف ایک نظر سے وہ رُوحانی مراتب طے ہو جاتے تھے جو ہزار ہا سال

کی ریاضت و مجاہدہ سے بھی حاصل ہو جائیں تو ارزاں ہیں۔

آج کوئی شخص اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا کہ جس وقت آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر تن تنہا دعوتِ توحید کا علم بلند کیا تو آپ کے سامنے ایسا خوفناک منظر تھا کہ دیکھنے والوں کے دل دہل جاتے اور ہاتھ و پاؤں پر کپکپی طاری ہو جاتی، لیکن ایمان والوں کی مصیبت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے ضعیف الاعتقاد انسان مصائب کے تصوّر سے بھی کانپ اٹھتا ہے مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں نے سربکف ہو کر ہر قسم کی تکالیف کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔

○ امام المؤذنین بالصلوٰۃ والفلاح سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوتِ توحید قبول کرنے کے جرم میں اس قدر کربناک ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا جس کے تذکرہ سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، انہیں دُرّے مارے گئے، لوہے کی زرہ پہنا کر گائے کی کھال میں لپیٹ کر کڑکتی دھوپ میں لٹایا گیا، آگ کی مانند گرم پتھروں پر ٹھیک دوپہر کے وقت لٹا کر وزنی پتھر سینہ پر رکھا گیا، آہنی سلاخیں آگ میں گرم کر کے ان کے وجود باجود کو داغ دیئے گئے، گلے میں رسّی کا پھندا ڈال کر اوباش لونڈے شہر کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے رہتے، مگر اس صبر و استقلال کے کوہِ ہمالیہ میں ذرا سی جنبش تک نہ آئی اور ہر حال میں احد احد ورد زباں رہا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اس طفلِ نوآموز کی یہ روح فرسا و جاں گداز تکلیف دیکھتے تو صبر کی تلقین فرماتے۔

○ سیدنا صہیب رومی گرفتار کر کے غلام بنائے گئے، منڈی میں بکنا قبول کیا، مشکیں کسی گئیں، کال کوٹھڑی میں قید کیے گئے، آب ودانہ بند کر دیا گیا، فاقوں پر فاقے تو برداشت کر گئے، مگر چشمِ فلک نے بھی یہ نظارہ دیکھا کہ اُن کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ آئی، اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جو قلادہ گلے کی زینت بنایا تھا اسے لمحہ بھر کے لیے بھی اتارنا گوارہ نہ کیا، بالآخر تختہ دار کو انتہائی مسرّت اور خندہ پیشانی سے چوما اور جانِ عزیز جانِ آفریں کے حوالے کر دی مگر اسلام و ایمان کی عظمت پر دھبہ نہ لگنے دیا۔

○ سیدنا خباب بن الارت تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دعوتِ توحید قبول کی تو قریش انہیں جلتے کوئلوں پر چت لٹا کر چھاتی پر ایک آدمی بٹھا دیتے تاکہ کروٹ نہ بدل سکیں، آپ کے وجود باجود سے خون جذب کر کے آگ تو بجھ جاتی مگر کفارِ نابکار کے دل پھر بھی ٹھنڈے نہ ہوتے تھے، لیکن سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اذیت ناک سزا کے باوجود ایسے کامل الایمان اور یقینِ محکم کے مالک تھے کہ ان کا ایمان لمحہ بھر کے لیے بھی نہ ڈگمگایا۔

○ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید پر لبیک کہا تو اُن کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی اور قسم کھائی کہ جب تک وہ اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں نہ تو ان سے بات چیت کروں گی اور نہ ہی کچھ کھاؤں پیوں گی، تیسرے دن بھوک و پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں۔

لیکن سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور محبت کو ماں کی

عزت و محبت پر کب قربان کر سکتے تھے، انہوں نے والدہ سے بصد ادب و احترام کہا اگر تمہارے قالب میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے نکل جائے تب بھی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے دامنِ عافیت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

○ سیدنا ابو فکیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں کفار ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دھوپ میں لٹاتے اور پشت پر وزنی چٹان رکھ دیتے، یہاں تک کہ دم بے ہوش ہو جاتے۔ امیہ ان کے پاؤں میں رسی ڈال کر لوگوں کو گھسیٹنے کی فرمائش کرتا، کبھی ان کا گلا گھونٹتا، مگر وہ صبر و استقلال کی چٹان بن کر ان روح فرسا تکالیف کو مردانہ وار برداشت کرتے رہے۔

○ سیدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ خوش نصیب خاتون ہیں جنہوں نے اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے جامِ شہادت نوش کیا۔ کفار نابکار انہیں کڑکتی دھوپ میں لٹا دیتے، اسی حالت میں ایک مرتبہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ان کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور جنت کی بشارت سنائی۔ پھر تو انہیں تمام تکالیف بھول گئیں اور وہ ماہیٔ بے آب کی طرح جنت کا انتظار کرنے لگیں، بالآخر ابوجہل بدبخت نے ان کے اندامِ نازک پر برچھی مار کر انہیں شہید کر دیا۔

○ ان کے شوہر سیدنا یاسر اور فرزند ارجمند سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی کفار کی اذیت ناک سزاؤں کی وجہ سے راہیٔ دار البقاء ہو گئے تھے۔

○ سیدہ زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمرؓ کی کنیز تھیں، جب یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئیں تو عمرؓ انہیں اس قدر مارتے کہ تھک ہار کر بیٹھ جاتے، ابوجہل بھی انہیں ستایا کرتا تھا۔ سیدہ زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان ہی شدائد و مصائب پر اپنی بینائی تو قربان کر دی مگر دینِ اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔ مشرکینِ مکہ کہنے لگے لات اور عزیٰ نے زنیرہ کو اندھا کر دیا ہے، مگر وہ خدائے واحد کی پرستار عقیدۂ توحید میں اس قدر راسخ تھی کہ اس نے برملا کہا کہ لات اور عزیٰ کو تو اپنے پرستاروں کی بھی خبر نہیں، یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا اور اگر میرا ربّ چاہے تو مجھے پھر سے بینائی کی نعمت سے سرفراز فرما سکتا ہے۔ پھر کفارِ مکہ نے قدرتِ خداوندی کا کرشمہ بچشمِ خود دیکھ لیا کہ اسی صبح کو آپ بینا ہو گئیں۔

مسلمان صحابہؓ پر کفار کی سفاکی اور بربریت کے یہ چند واقعات صرف نمونہ کے طور پر پیش کیے جا رہے ہیں، ورنہ ایسے دل آزار واقعات سے تاریخ کے اوراق لبریز ہیں، کفار نے جس بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ صحابۂ کرامؓ کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنا رکھا تھا۔ ایسی دلخراش داستان سنکر پتھر دل انسان بھی خون کے آنسو بہاتا ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ کفار کے بے پناہ مظالم اور جور و جفا کسی ایک صحابی کو بھی جادۂ ایمان سے نہ ہٹا سکے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)